بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست!

حکمتِ قرآن کا یہ شمارہ قدرے تاخیر سے قارئین تک پہنچ پایا۔ ’باعثِ تاخیر‘ میں مضامین کو مطلوبہ معیار کے مطابق قابلِ اشاعت بنانا اہم ترین ہے۔ نیز مسلم دنیا کے بدلتے اور سنگین تر ہوتے حالات بھی ذہنوں کو منتشر اور اعصاب کو مفلوج کرنے کے لیے کافی ہیں۔ چنانچہ مجلّے کی علمی شناخت برقرار رکھنے کے لیے مضامین کا چناؤ اور اسلوبِ بیان میں اعتدال دشوار ہو جاتا ہے۔

آج کی مسلم دنیا کے لیے ’اُمتِ مسلمہ‘ کا استعارہ خاصا ناموزوں ہے۔ اُمت تو ہم مقصد اَفراد کے مجموعے کو کہا جاتا ہے۔ جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ گوں ناگوں فکری و سیاسی انتشار اور مذہبی و مسلکی افتراق روز افزوں ہے۔ چنانچہ فکری نقب زن بھی موقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور سیاسی طالع آزما بھی... کہ کہاں واردات کا ماحول پیدا ہو کہ فوراً ہاتھ صاف کیے جائیں... یا کم سے کم بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیے جائیں۔ آرمی پبلک سکول پشاور میں ہونے والے سانحے کے معاً بعد ایک طرف ultra secular طبقات کی جانب سے دین بیزاری کا ہذیان ایک طوفان کی صورت اختیار کرنے لگا تو دوسری طرف اس حادثے کی آڑ میں ایک ’’جوابی بیانیے‘‘ نے دین کی من پسند تراش خراش کا موقع غنیمت جانا اور دین و مذہب کو ریاستی امور سے بے دخل کرنے کی سعی نامسعود کی گئی۔ وہ تو خیر ہوئی کہ پاکستان کے تمام سنجیدہ دینی طبقات کو اس فتنہ کی سنگینی کا فوری اندازہ ہو گیا اور بلا استثناء ہر سوچنے سمجھنے والے مفرد و جمع نے اس فتنہ کا سخت نوٹس لیا۔ چنانچہ اس فتنہ کو پسپائی اختیار کرنا پڑی... یہ عذرِ لنگ تراش کر کہ اصل میں ہماری بات سمجھی ہی نہیں گئی... ہمارا مقصد یہ تھا ہی نہیں... اصل بات کی تہہ تک لوگ پہنچے ہی نہیں‘ وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے خیال میں اصل بات یہ ہوئی ہے کہ بظاہر سازگار ماحول دیکھتے ہوئے ’’جوابی بیانیے‘‘ کے عنوان سے ضربِ کاری لگائی گئی‘ لیکن اس کے ایسے ردّعمل کا اندازہ ہی نہ تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں بھی پورا اندازہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کیسے فرماتا ہے۔ اس واقعے نے یہ راز بھی کھول دیا۔ فسبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سُبحان اللّٰہ العظیم۔

حکمتِ قرآن کے شمارے بابت جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء میں ہم نے ’’اُمتِ مسلمہ پر استعمار اور صہیونیت کا مشترک حملہ‘‘ کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا تھا‘ جس میں چند تاریخی شواہد اور حالیہ بین الاقوامی منظرنامے کی بنیاد پر مشرقِ وسطیٰ میں جاری حالیہ یورش کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ اس تجزیہ کے نتائج بعینہٖ ایک حقیقت کا روپ دھارے اب ہمارے سامنے ہیں۔ عراق و شام کے بعد اب یمن میں وہی کھیل دہرایا جا رہا ہے۔ استعماری طاقتوں کی کوشش یہ نظر آتی ہے کہ ایک علاقے میں کھیلے جانے والے خونی کھیل کو وہاں کا ’’مقامی‘‘ معاملہ بنا کر پیش کیا جائے تاکہ بقیہ مسلم ورلڈ اس سے وقتی طور پر کنارہ کش رہے اور یوں آسانی سے مطلوبہ نتائج حاصل کیے جا سکیں اور پھر نتائج کے حصول بعد ’’next!‘‘ کی بربادی کے لیے سٹیج تیار کیا جا سکے۔ آج وہ کل ہماری باری ہے۔ اس تمام روئیداد میں

سب سے المناک حقیقت یہ ہے کہ دشمن کی دشمنی تو عیاں ہے... عدو عداوت نہ کرے تو اور کیا کرے! البتہ مسلمانوں کی صفوں کا داخلی انتشار کس کے سر تھوپا جائے؟ ہمارے خیال میں اس داخلی کمزوری کا الزام سوائے اپنے سر لینے کے اور کچھ ممکن نہیں... میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں۔ تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے۔ اگر حقیقت ایسی نہیں تو قرآن کی یہ آیت کہاں لے جائیں کہ ''اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ!''

یمن اور سعودی عرب کے تنازعے کے بارے میں مرزا ایوب بیگ صاحب کے مندرجہ ذیل تجزیہ سے ہمیں اتفاق ہے جو میثاق کے مئی ۲۰۱۵ء کے شمارہ میں چھپا ہے۔ مرزا صاحب قلمطراز ہیں:

''اب آیئے اس طرف کہ یمن تنازع میں پاکستان کا رول کیا ہونا چاہیے تھا یا اُس کی پالیسی کیا ہونی چاہیے تھی۔ آیئے ہر زاویہ اور سمت سے اس کا جائزہ لیں۔ مسلمان گروہوں کے مابین لڑائی جھگڑے پر ہمارا دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ پہلے اُن دونوں میں صلح کی کوشش کرو۔ لیکن اگر صلح نہ ہو سکے تو یہ فیصلہ کرو کہ ان میں سے حق پر کون ہے، جو فریق حق پر ہو اُس کے ساتھ مل کر دوسرے فریق کے ساتھ جنگ کرو۔ سیدھی سی بات ہے کہ یمن میں عبد الرب منصور کی قانونی حکومت موجود تھی، حوثیوں نے اس حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کی اور اس بغاوت میں ایران نے اُن کی بھرپور معاونت کی اور ملک میں انارکی اور فساد پھیل گیا۔ اب وہاں کسی کی بھی حکومت نہیں۔ گویا حوثیوں نے فساد فی الارض کا معاملہ کیا ہے۔ ایران مذاکرات کا شور وغوغا کرتا ہے لیکن حوثیوں کو میز پر لانے کو تیار نہیں۔ سعودی عرب کا مطالبہ ہے کہ سابقہ قانونی حکومت بحال کی جائے اور بعد ازاں منصفانہ انتخابات منعقد کرائے جائیں، اگر حوثی انتخابات جیتیں تو حکومت اُن کے حوالہ کر دی جائے، ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بات بڑی معقول ہے، لیکن ایران حوثیوں کو مذاکرات کی میز پر لانے کی کوئی کوشش نہیں کر رہا۔ دنیوی سطح پر بھی دیکھا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سعودی عرب نے گزشتہ ۶۸ سال میں کئی مرتبہ ہماری زبردست مدد کی جس کی تفصیل بہت طویل ہے۔ پھر یہ کہ عرب اور خلیجی ریاستوں میں پچیس لاکھ سے زائد پاکستانی ہماری زرمبادلہ کی ضرورت کا بہت بڑا حصہ پورا کر رہے ہیں، یعنی ہماری معیشت کے ٹوٹے پھوٹے ڈھانچے کے لیے یہ سب سے بڑا اسہارا ہے۔ اگرچہ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہمارے لیے حرمین شریفین مقدس ہیں اور مکہ مدینہ کی حفاظت ہمیں اپنی جان، مال عزت حتیٰ کہ پاکستان کی حفاظت سے بھی کہیں زیادہ اہم ہونا چاہیے، لیکن سعودی خاندان کو قطعی طور پر تقدس حاصل نہیں۔ تاہم اس حوالہ سے چند باتوں پر غور کیا جانا چاہیے:

اگر کوئی بدطینت حرمین شریفین کی بے حرمتی کا قصد کرے گا تو پہلا کام یہ کرے گا کہ اُس کے محافظوں کے خلاف جنگ کرے گا۔

موجودہ سعودی حکمران جیسے کیسے بھی ہیں، کیا یہ حقیقت نہیں کہ حرمین شریفین کی خدمت کا جو معیار اس خاندان نے قائم کیا ہے اس معاملہ میں کسی دوسرے کا اُن پر سبقت لے جانا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ سعودی عرب کی سالمیت کو سرے سے کوئی خطرہ نہیں۔ ایران جس طرح کا اور جتنا اسلحہ یمن پہنچا رہا ہے وہ آج نہیں تو کل سعودی عرب کی سالمیت کے لیے خطرے کا باعث بنے گا۔

کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ استعماری قوتیں خصوصاً شیطان کے ایجنٹ یہودی حرمین شریفین کے بارے میں کتنے خوف ناک عزائم رکھتے ہیں اور وہ اسی طرح کے کسی فساد فی الارض سے فائدہ اٹھاتے

ہوئے حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ یمن تنازع کے پس منظر میں حرمین شریفین کی سکیورٹی کا معاملہ بلا جواز اٹھا دیا گیا‘ صریحاً غلط ہے۔ البتہ وہ عرب جسے سعودی عرب کہا جاتا ہے‘ وہاں اندرونی طور پر کوئی فساد برپا کیے بغیر پُرامن ذرائع سے موجودہ حکومت تبدیل ہوتی ہے اور حرمین شریفین کی خدمت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا تو ہمارے لیے حکومت مقدس ہرگز نہیں۔ قصہ مختصر‘ نواز شریف حکومت دینی اور دنیوی بنیادوں پر یمن تنازع میں پاکستان کا رول متعین کرے۔ ہماری رائے میں فریقین میں صلح وصفائی کی کوشش کے بعد سعودی عرب کے ساتھ تعاون ناگزیر ہے‘ کیونکہ ایران کی نسبت عرب کا موقف ہمیں زیادہ مبنی برحق دکھائی دیتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ عالم اسلام غیروں کی سازشوں کو سمجھنے کی کوشش کرے اور متحد ہو کر اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرے اور امتِ مسلمہ ایک حقیقت بن سکے‘ ایک ایسا جسد بن سکے جس کے ایک حصہ کی تکلیف دوسرے حصے کو بے چین اور بے تاب کر دے۔ آمین یا ربّ العالمین!‘‘

علومِ قرآنی کے طالبین کے لیے خوشخبری ہے کہ علامہ ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن الزبیر الغرناطی کی شہرۂ آفاق تالیف ’’ملاک التاویل‘‘ کے اردو ترجمہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ جناب ڈاکٹر صہیب بن عبدالغفار حسن سے قارئینِ حکمتِ قرآن بخوبی واقف ہیں۔ آپ کے علم وفضل کا شہرہ اور اعتراف شرق وغرب میں ہے۔ علامہ ابن الزبیر کی اس نادر کتاب کے ترجمہ وتلخیص کے لیے جناب ڈاکٹر صہیب حسن سے بہتر کون ہوگا؟ ’’فھو احق بھا واھلھا‘‘۔ زیرِنظر شمارے میں ’’ملاک التاویل‘‘ کے ترجمے کی پہلی قسط نذرِ قارئین ہے‘ جو تمہیدی کلمات اور سورۃ الفاتحہ کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اپنے خصوصی فضل وعنایت سے ڈاکٹر صاحب کو اس عظیم علمی خدمت کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اسے ان کے حق میں صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین!

ماہِ گزشتہ کی چودہ تاریخ کو صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن‘ و بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو ہم سے جدا ہوئے پانچ برس بیت گئے۔ ان پانچ برسوں میں زوالِ انسانیت اور اضمحلالِ دین کہاں سے کہاں جا پہنچا‘ ہمارا تأثر ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کی سطح پر بالخصوص اور مسلم اُمّہ کی سطح پر بالعموم ڈاکٹر صاحبؒ کے جانے سے جو یتیمی کی کیفیت طاری ہوئی اسے تا حال کوئی دور نہیں کر سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سروں سے شجر سایہ دار اُٹھ گیا اور اب دینی طبقات کا کوئی پُرسانِ حال نہیں! کہیں علم ہے تو فکر غائب‘ اور کسی کے پاس فکر ہے تو علمِ دین سے محروم... چنانچہ فکر بھی خام اور علم بھی بے اثر! کہیں دونوں کا امتزاج ہے تو اخلاقی اعتبار سے کھوکھلا پن۔ چنانچہ حق کی پکار اور للکار اوّل تو ہے ہی مفقود‘ اور اگر کہیں ہے تو نہایت پُھس پُھسی اور کمزور! مسلمان سرمایہ داروں نے سب سے خطرناک خدمت یہ سرانجام دی ہے کہ معروف رجالِ دین اور دینی قیادت کو ’ایزی لوڈ‘ کے ایک ایسے نظامِ کفالت میں جکڑ لیا ہے کہ نہ اس طبقے کو کسبِ حلال کی محنت کی ضرورت ہے اور نہ ہی غیرت وخودداری جیسی ’’غیر روایتی‘‘ صفات کی اہمیت باقی رہی ہے۔ جب غیرت وخودداری ہی نہ رہی تو کردار کی بلندی کہاں سے آئے گی... اور کردار کھوکھلا ہو جائے تو ’’حق‘‘ کی تعبیر وتاویل بھی موقع اور محل کے مطابق ہی ہوگی! شاید یہی وجہ ہے کہ اتنی مدت کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا خلا پُر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اَللّٰھم اغفر لہٗ وارحمہٗ وعافہ واعفُ عنہ وادخلہ فی رحمتك وحاسبہ حسابًا یسیرًا! آمین یا ربَّ العالمین!!

❁❁❁